

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیغامِ انبیا

حسب فرمائش

قائد ملتِ حضورِ عالمہ محمد محمود اشرفی جیلانی
مولانا، ابوالمختار سید
سجادہ نشین
استاذِ عالیہ اشرفیہ
درگاہِ پیغمبرِ شریف

بتعاون

حضرت مولانا سید محمد قمر عالم اشرفی جامع اشرف
حضرت مولانا مفتی محمد نیاز احمد اشرفی مصباحی استاذ جامع اشرف

Ahle
Sunnat
RESEARCH CENTRE
اہلِ سنتِ ریسرچ سینٹر

Affiliated with:

AS SYED MAHMOOD ASHRAF
DARUL TEHQEEQ WA AL TASNEEF

الیندر محمود اشرفی دارالتحقیق والتألیف

₹55

عرضِ ناشر

ہر مومن کو یہ بات اپنے قلب و دماغ میں ہمیشہ تروتازہ رکھنی چاہیے کہ اللہ رب العزت نے قوم مسلم کو ”داعی امت“ بنایا ہے اور اس کے مقابلے میں اس دنیا میں آباد دوسری تمام قومیں ”مدعو امت“ قرار پائیں اس لیے امت مسلمہ کے ہر فرد پر بیک وقت دو عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ہم ”اسوۃ رسول“ سے ایک قدم آگے پیچھے نہ ہوں اور دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کی روشن تعلیمات کو عام سے عام تر کریں۔

ابھی حال ہی میں ”کملیش تیواری“ کی اہانت رسول کا مسئلہ سامنے آیا تو پیر طریقت، قائد ملت حضرت علامہ الحاج سید شاہ ابوالمختار محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھو مقدسہ نے بڑے مثبت انداز میں ایک بات یہ فرمائی کہ ”بہت سے غیر مسلمین نبوت و منصب کا مقام نہیں جانتے ہیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و شفاف اور بے داغ زندگی سے قطعاً بے خبر ہیں اور انسانیت کی فلاح و بہبود اور انسانی معاشرے کی صلاح و بقا کے بارے میں پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے یکسر ناواقف ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کو اپنے قریب کرنا چاہیے، ہم اپنے جلسوں میں انہیں مدعو کریں اور چھوٹے چھوٹے کتابچے مختلف زبانوں میں ترتیب دے کر ان کے درمیان تقسیم کریں“ اور اس کے ساتھ ہی آپ نے جامع اشرف کے بعض اساتذہ کو بڑی تیزی کے ساتھ ایک مختصر کتابچہ ترتیب دینے کا حکم فرمایا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر زندگی ہو اور انسانی معاشرہ کی امن و سلامتی، تحفظ و بقا اور صلاح و فلاح پر مشتمل آپ کی تعلیمات کا خلاصہ ہو۔

الحمد للہ یہ مختصر کتابچہ بنام ”پیغمبر انسانیت“ قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے اور جسے اہل

سنت ریسرچ سینٹر (A.R.C) ممبئی و ناسک اردو، ہندی، انگریزی مختلف زبانوں میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

”جارج برناڈشو“ نے دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر کہا تھا کہ دنیا کی زمام قیادت اگر ایسے آدمی کے ہاتھ میں آجائے جو مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ”اسوۂ حسنہ“ کا پیروکار ہو تو اس دنیا سے ضرور تمام مسائل و مشکلات کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ ہم اپنے تمام غیر مسلم بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اسلام کے قریب آئیں، اُسے سمجھیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو پڑھیں اور نبوت و رسالت کا مقام جانیں۔ اس میں ان کے لیے اِس دنیا میں بھلائی اور مرنے کے بعد جو زندگی آنے والی ہے وہاں بڑا اطمینان و سکون ہے۔“ واللہ یدعو الی دار السلام و یدہی من یشاء الی صراط مستقیم

الحاج ایوب پنجوانی اشرفی

الحاج حافظ حسام الدین اشرفی (خطیب شہر ناسک)

الحاج اسلم آدم سرٹھیا اشرفی

اراکین اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی و ناسک

بتاریخ: ۲ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر

پیغمبر انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء سوموار کے دن عین صبح صادق کے وقت ایک بے آب و گیاہ وادی کی مرکزی بستی ”مکہ المکرمہ“ میں پیدا ہوئے۔ آسمانی بشارت کے مطابق آپ کا نام ”محمد“ رکھا گیا۔

آپ کے والد حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب آپ کی ولادت سے چند ماہ پہلے انتقال کر گئے۔ والدہ کا انتقال بھی اس وقت ہوا جب کہ آپ کی عمر صرف چھ سال تھی۔ اب آپ کے سرپرست آپ کے دادا حضرت عبد المطلب بن ہاشم تھے۔ لیکن دو سال بعد وہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ پھر آپ کی سرپرستی آپ کے چچا ابوطالب بن عبد المطلب کے حصہ میں آئی۔ مگر ہجرت سے تین سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکل ترین مرحلہ میں ان کے لیے بھی موت کا پروانہ آگیا۔

فطرت سے آپ نے بڑی شاندار اور بارعب شخصیت پائی تھی۔ بچپن میں آپ کو دیکھنے والے پکاراٹھتے ”إِنَّ لِهَذَا الْغُلَامِ لَشَأْنًا“ (اس بچے کا مستقبل عظیم ہے) جب بڑے ہوئے تو آپ کے جاہ و جلال اور عرب و قار کا حال یہ تھا جس کی ترجمانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: ”مَنْ رَأَاهُ بَدِيَّةً هَابَةً وَمَنْ خَالَطَهُ أَحَبَّهُ“ جو آپ کو پہلی بار دیکھتا مرعوب ہو جاتا جو ساتھ بیٹھتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک، قد و قامت، خد و خال، چال ڈھال اور وجاہت کا جو عکس جمیل صدیوں کے پردوں سے چھن کر ہم تک پہنچتا ہے۔ وہ ایک ایسے انسانِ کامل کا تصور دلاتا ہے جو ذہانت و فطانت، صبر و استقامت، راستی و دیانت، عالی ظرفی، سخاوت، فرض شناسی، وقار و انکسار اور فصاحت و بلاغت جیسے اوصافِ حمیدہ کا جامع تھا۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ آپ کے جسمانی نقشے میں روحِ نبوت کا پرتو دیکھا جاسکتا ہے اور آپ کی وجاہت خود آپ کے مقدس مقام کی ایک دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ: ”میں نے جو ہی حضور کو دیکھا فوراً مجھ لیا کہ یہ چہرہ ایک جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا“ ابو رمضہ تیمی کہتے ہیں: ”میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے

کر حاضر خدمت ہوا۔ لوگوں نے دیکھا یا کہ یہ ہیں خدا کے رسول۔ دیکھتے ہی میں نے کہا واقعی یہ اللہ کے نبی ہیں، ایک معزز خاتون بیان کرتی ہے: ”مطلبن رہو، میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن تھا، وہ کبھی تمہارے ساتھ بد معاملگی کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا آدمی اونٹ کی رقم ادا نہ کرے تو میں اپنے پاس سے ادا کر دوں گی“ خلاصہ یہ کہ آپ اس انسانی بلندی کی اعلیٰ ترین مثال و نمونہ تھے جس کو انبیاء کی اصطلاح میں ”متوازن شخصیت“ کہا جاتا ہے۔ داؤد بن حصین کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ عام طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ اس شان سے جوان ہوئے کہ آپ اپنی قوم میں سب سے زیادہ بااخلاق، پڑوسیوں کی خبر گیری کرنے والے، حلیم و بردبار، صادق و امین، فحش گوئی اور دشنام طرازی سے بچنے والے تھے۔ اسی وجہ سے اہل مکہ نے آپ کا نام ”الامین الصادق“ رکھا تھا۔

۲۵ سال کی عمر میں آپ نے مکہ کی ایک چالیس سالہ بیوہ خاتون سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ جب آپ نے شادی کی تو اس موقع پر آپ کے چچا جناب ابوطالب نے خطبہ نکاح میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا: ”اِنَّ اَبْنَیَّ اَحَبَّیْ مُحَمَّدَیْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یُؤْزَنُ بِہٖ رَجُلٌ اِلَّا رَیَحَ بِہٖ شَرٌّ فَاَوْ نَبِیًّا، وَفَضْلًا وَعَقْلًا وَهُوَ بِاللّٰهِ بَعْدَ ہٰذَا لَہٗ نَبَاٌ عَظِیْمٌ وَخَطَرٌ جَلِیْلٌ“ یقیناً میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ کا مقابلہ جس شخص سے کیا جائے یہ شرافت و نجابت، بزرگی اور عقل میں اس سے بڑھ جائے گا۔ خدا کی قسم اس کا مستقبل عظیم اور اس کا مقام و مرتبہ بلند ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین لڑکے پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ چار صاحبزادیاں بڑی عمر کو پہنچیں۔ چاروں حضرت خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں، آپ ان سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ کسی سفر سے واپس ہوتے تو مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے گھر جاتے۔ ان کے ہاتھ اور پیشانی کو چومتے۔ ایک صحابی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انھوں نے جواب دیا: فاطمہ۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اولاد سے محبت کرنے کا کیا مفہوم تھا؟ اس کا اندازہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہ الکریم کی ایک روایت سے لگایا جاسکتا ہے جو تقریباً صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔
حضرت علی فرماتے ہیں:

”فاطمہ کا یہ حال تھا کہ چکی پیتیں تو ہاتھ میں چھالے پڑ جاتے۔ پانی کی مشک اٹھانے کی وجہ سے گردن میں نشان پڑ گیا تھا، جھاڑو دیتیں تو کپڑے میلے ہو جاتے۔ انہیں دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خادم آئے۔ میں نے فاطمہ سے کہا تم اپنے والد کے پاس جاؤ اور اپنے لیے ایک خادم مانگو۔ فاطمہ گئیں مگر وہاں ہجوم تھا، آپ مل نہ سکیں۔ دوسرے دن حضور ہمارے گھر آئے اور دریافت کیا، فاطمہ! کیا ضرورت تھی؟ فاطمہ خاموش ہو گئیں۔ میں نے قصہ بتایا اور یہ بھی کہا کہ میں نے ان کو آپ کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے سننے کے بعد فرمایا: ”اے فاطمہ! خدا سے ڈرو، اپنے رب کے فرائض ادا کرو، اپنے گھر کا کام خود کرو، جب بستر پر جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔“ حضرت فاطمہ نے سن کر کہا: ”رَضِيتُ عَنِ اللَّهِ وَعَنِ رَسُولِهِ“ میں خدا اور رسول سے اس پر خوش ہوں۔“

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو ۷ رمضان المبارک ۱۰ اگست ۶۱۰ء سوموار کے دن آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اور سب سے پہلے جن لوگوں نے آپ پر ایمان لایا اور آپ کو نبی و رسول کی حیثیت سے قبول کیا، وہ آپ کی بیوی حضرت خدیجہ، آپ کے دوست حضرت ابو بکر صدیق، آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی اور آپ کے غلام حضرت زید بن حارثہ تھے۔

آپ تیرہ برس تک مکہ المکرمہ میں دعوت حق کی صدا بلند کرتے رہے، آپ کی قوم نے آپ پر بڑا ظلم کیا، آپ کے راستے میں کانٹے پچھائے، آپ کا سماجی بائیکاٹ کیا، آپ کے ساتھیوں کو بے پناہ تکلیفیں دیں اور مکہ کی سرزمین ان پر تنگ کر دی یہاں تک کہ جب آپ کی عمر شریف ۵۳ برس مکمل ہو گئی تو اللہ رب العزت نے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا، آپ اپنے محبوب ترین دوست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں ۱۲ ربیع الاول شریف مطابق ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء جمعہ کے دن مدینہ طیبہ پہنچے، پورا مدینہ آبادی کے باہر امنڈ آیا اور قبیلہ بنو نجار کی بچیوں نے ان اشعار کے ساتھ آپ کا شاندار استقبال کیا:

طلع البدر علينا	من ثنایات الوداع
-----------------	------------------

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بڑی سادہ تھی۔ عظمت کے انتہائی اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود عام انسانوں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ایک عام آدمی کی طرح ہوتے، اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کرتے، بکری کا دودھ دوہتے، کپڑوں کو پیوند لگاتے، اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے، بوجھ اٹھاتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے، خادموں کا ہاتھ بٹاتے۔ خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اٹھالاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق انتہائی اعلیٰ اور کریمانہ تھا۔ مظلومی میں صبر، مقابلے میں عزم، معاملہ میں راست بازی اور طاقت و اختیار میں عفو و درگزر اور رواداری و تاریخ انسانیت کے وہ نوادر ہیں جو کسی ایک زندگی کے اندر اس طرح کبھی جمع نہیں ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر آپ کے رب نے جمع فرمایا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ راستے میں مننے والوں سے سلام کہنے میں پہل کرتے، کسی کو پیغام بھجواتے تو ساتھ ہی سلام ضرور کہلواتے۔ بچوں کی ٹولی کے پاس سے گذرتے تو ان کو سلام کرتے۔ گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت اہل خانہ کو سلام کہتے۔ لوگوں سے مصافحہ اور معافیت کرتے اور اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ کھینچتے جب تک دوسرا خود ہی اپنا ہاتھ الگ نہ کرتا۔ کسی مجلس میں جاتے تو کنارے ہی بیٹھ جاتے۔ کندھوں پر سے پاندھ کر بیچ میں داخل ہونے سے احتراز فرماتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ”آپ اپنے زانو ساتھیوں سے بڑھا کر کبھی نہ بیٹھتے۔ کوئی آتا تو اعزاز کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے۔ آنے والا جب تک خود نہ اٹھتا آپ مجلس سے الگ نہ ہوتے۔ کسی کی ملاقات کو جاتے تو دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر اطلاع دیتے اور اجازت لینے کے لیے تین مرتبہ سلام کہتے۔ جواب نہ ملنے پر کسی احساس تکدر کے بغیر واپس چلے آتے۔ بدسلوکی کا بدلہ برے سلوک سے نہ دیتے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے۔ دوسرے کے قصور معاف کر دیتے اور اطلاع کے ساتھ اپنا عمامہ علامت کے طور پر بھیج دیتے۔ کوئی پکارتا خواہ وہ گھر کا ہو یا رفا میں سے تو ہمیشہ لبیک کہتے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آواز لگائی، اس نے

کچھ کہا نہیں، حضور نے ہر بار کہا: ”لبیک، لبیک، لبیک“ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ (مسند ابی یعلیٰ)

دوست و دشمن کوئی بھی بیمار پڑتا، اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے، سرہانے بیٹھ کر پوچھتے ”کیف تجدک“ تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ بیماری کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ کبھی سینے اور پیٹ پر دستِ شفقت پھیرتے۔ کھانے کو پوچھتے۔ بیماری کسی چیز کی خواہش کرتا، اگر مضر نہ ہوتی تو منگوادیتے، سلی دیتے اور فرماتے ”(لا بئس ان شاء اللہ طہور)“ (گھبراؤ مت ان شاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گے) شفا کے لیے دعا فرماتے۔ مشرک چچاؤں کی بیمار پرسی بھی کی۔ ایک یہودی بچے کی عیادت بھی فرمائی (جو ایمان لے آیا)۔ جب کسی کی وفات ہو جاتی تو تشریف لے جاتے کلمہ توحید کی تلقین کرتے، میت کے لواحقین سے، رشتہ داروں سے ہمدردی کا اظہار فرماتے۔ صبر کی نصیحت کرتے اور چیخنے چلانے سے روکتے۔ تجہیز و تکفین میں جلدی کراتے، جنازہ کے ساتھ چلتے، نماز جنازہ خود پڑھاتے اور مغفرت کی دعا کرتے۔ مسلم وغیر مسلم کسی کا بھی جنازہ گذرتا کھڑے ہو جاتے۔ لوگوں کو تلقین فرماتے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا پکوا کر بھجوائیں۔

کوئی سفر سے واپس آتا تو اس سے معافہ کرتے اور بعض اوقات پیشانی چوم لیتے، کسی کو سفر کے لیے رخصت کرتے تو کہتے ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتے، سر پر ہاتھ پھیرتے، دعا فرماتے، شیر خوار بچے لائے جاتے تو ان کو گود میں لے لیتے، ان کو بہلانے کے لیے عجیب عجیب کلمے کہتے۔ ایک معصوم بچے کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: ”اِنَّهُمْ لَیِّنٌ رَّیْحَانِ اللّٰہِ“ (یہ بچے تو خدا کے باغ کے پھول ہیں) بچوں کے اچھے نام تجویز کرتے۔ بچوں کو قطار لگا کر انعامی دوڑ لگواتے کہ دیکھیں کون ہمیں پہلے چھو لیتا ہے؟ بچے دوڑتے ہوئے آتے تو کوئی سینہ پر اور کوئی شکر مبارک پڑ گرتا۔

بوڑھوں کا احترام فرماتے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ضعیف العمر والد کو بیعت اسلام کے لیے آپ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے فرمایا: ”اُنہیں کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس چلا جاتا“

آپ کے حسنِ کردار کی تصویر آپ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خوب کھینچی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا، اس طویل

مدت میں کبھی آپ نے اُف نہ کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ اے اُس! تم نے ایسا کیوں کیا یا یہ کام کیوں چھوڑ دیا؟ -----

اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام بلند عطا فرمایا تھا مگر اس کے ساتھ آپ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے، آپ اس بات کو قطعاً پسند نہ فرماتے کہ راستے میں آگے آگے آپ ہوں اور آپ کے پیچھے دو لوگ چل رہے ہوں۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر کانپنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”هُوَ نِي عَلَيْكَ فَأَيْمًا أَنَا ابْنُ أُمِّ آدَمَ مِنْ قُرَيْشٍ كَأَنَّهُ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ فِي هَذِهِ الْبَطْحَاءِ“ اے شخص! خود کو قابو میں رکھ اور سن، میں قریش کی اس خاتون کا بیٹا ہوں جو وادی مکہ میں سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی (مستدرک حاکم)۔ آپ عموماً فرمایا کرتے تھے: ”أَكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ“ (میں کھاتا ہوں جس طرح ایک بندہ خدا کھاتا ہے اور میں بیٹھتا ہوں جیسے خدا کا ایک بندہ بیٹھتا ہے۔)

(شعب الایمان)

آپ اپنے ساتھ امتیازی سلوک کو کبھی پسند نہ کرتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں اپنے ساتھیوں سے ایک بکری تیار کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا میں اس کو ذبح کروں گا، دوسرے نے کہا میں اس کی کھال اتاروں گا۔ ایک اور نے کہا میں اسے پکاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لکڑی جمع کروں گا۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم سب کام کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا: ”میں امتیاز کو پسند نہیں کرتا“

مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کی کھدائی کے دوران اپنے صحابہ کے ساتھ آپ بھی اینٹیں اٹھا رہے تھے اور یہ شعر لگتا رہا ہے تھے:

اللَّهُمَّ، لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَعْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ مہاجرین و انصار کی مغفرت فرما

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی شفیق و رحیم تھے، بیواؤں، یتیموں، کمزوروں، بے سہاروں، مجبوروں اور غم کے ماروں کا بڑا خیال رکھتے۔ کمزوروں کی مدد فرماتے، حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرتے، کبھی کسی مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ اگر کچھ ہوتا تو عنایت فرماتے

اور نہ ہوتا تو بعد میں دینے کا وعدہ فرماتے۔ آپ کی رفیقہ حیات حضرت غدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر فرمایا:

”كَلَّا فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا، فَوَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَتَّصِلُ الرَّحْمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرَى الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ“ ہرگز نہیں۔ اللہ آپ کو کبھی رسوائہ فرمائے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، رشتوں کا پاس و لحاظ کرتے ہیں، سچی بات کرتے ہیں، دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، محتاجوں کے کام آتے ہیں، راجح کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔“

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، آپ کے جسم اقدس پر اس وقت خیران کی چادر تھی، جس کے کنارے موٹے تھے، راستہ میں ایک اعرابی آپ کو ملا اور آپ کی چادر مبارک پکڑ کر زور سے کھینچی، جس سے آپ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گئے۔ پھر اس اعرابی نے کہا، اے محمد! اللہ کے مال میں سے جو کچھ آپ کے پاس ہے، کچھ مجھے بھی دینے کا حکم کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور نیستے ہوئے فرمایا کہ اس اعرابی کو دیا جائے۔

اللہ رب العزت نے آپ کو ”رحمت للعالمین“ یعنی ساری مخلوقات کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چرند و پرند ہر ایک آپ کی پناہ میں آتے اور اپنی زبان میں اپنا دکھڑا سنا تے:

بہت ہی مشہور روایت ہے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا، پھر وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”فلاں آدمی“ آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا: ”دیکھو! یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔“ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم بیس سال تک اس اونٹ سے بار برداری کا کام لیتے رہے ہیں، اب ہم نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اسے بہت برا بدلہ دیا ہے، بیس سال تک اس سے کام لینے کے بعد جب اس کی ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور جلد پتلی ہو گئی تو تم نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا“ اونٹ کے مالک نے کہا: یا رسول اللہ یہ اونٹ آپ کا ہو گیا“ (مجمع الزوائد بحوالہ النور الحالہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی لوگوں کو امن و شانتی، پیار و محبت، اخوت و بھائی چارگی، مساوات و برابری اور عدل و انصاف کا سبق پڑھاتے رہے، آپ کی کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ وہ انسان جواب تک اپنے رب سے غافل ہو کر دیوی دیوتا کے سامنے سر جھکاتے تھے، جو جانوروں سی زندگی گزار رہے تھے، جو بات پات کی بے جا تقسیم میں پڑے تھے، جو یتیموں کا مال غصب کر جاتے، کمزوروں پر ظلم کرتے، عورتوں کی عزت و عصمت سے کھیلنے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھڑک اٹھتے اور پشتوں جنگ جاری رکھتے، جو دن و رات شراب میں بدمست رہتے اور قمار و جوا بازی میں اپنی عورتیں تک کو بیچ ڈالتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے درندہ صفت انسان کو ایسا انسان بنا دیا کہ اب وہ رات کی تنہائیوں میں بھی کسی گناہ کی طرف قدم نہیں بڑھاتا محض اس خوف سے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے اور اگر اس سے تنہائی میں کوئی جرم ہو جاتا تو وہ خود ہی عدالتِ عالیہ میں حاضر ہو کر اقبالِ جرم کرتا اور یہ آواز لگاتا ہے: ”كُفِّرَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ“ (یا رسول اللہ مجھے میرے جرم کی سزا دی جائے اور مجھے گناہوں کی غلاظت سے پاک و ستھرا کیا جائے)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۶۳ برس کو پہنچی تو آپ نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہا اور گیارہ ہجری مطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو سو موار کے دن اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ وصال کے وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری تھے: ”الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ“ لوگو! دیکھو نماز، نماز اور تمہارے غلام۔

پیغامِ انسانیت

خالق کائنات جس کی صفت ”رب العالمین“ اور جس کا وصف ”الرحمن الرحیم“ ہے اس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کا بادی و مربی بنایا اور ان کی شان ”رحمت للعالمین“ فرمایا، آپ پر جو کتاب اتری وہ قیامت تک کے لیے محفوظ و مامون اور لوگوں کو حق کا راستہ دکھانے والی ہے اور آپ کی زبان فیض سے جاری ہونے والے کلمات میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلِ انسانی کے لیے دارین کی سعادت و بھلائی اور فلاح و کامرانی کا راز مضمر ہے۔ انسان اگر خود کو آج کے طوفان سے نکالنا چاہتا ہے تو اسے نیا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ بہت زیادہ سرکھپانے اور دماغ سوزی کرنے کی حاجت ہے بلکہ آج کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم چودہ سو سال پیچھے مڑ کر دیکھیں اور عرب کی دھرتی پر جلوہ گر ہونے والے اس انسانِ کامل اور پیغمبرِ انسانیت کی حیاتِ طیبہ اور ان کی تعلیمات و ہدایات کو اپنے لیے نمونہ حیات اور لائحہ عمل بنالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ایک نظر

دل کی صفائی: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“ ”سُجُودِ“ میں گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، اگر وہ صالح ہے تو انسان صالح ہے اور اگر وہ صالح نہیں پھر تو انسان بگڑا ہوا ہے۔ (بخاری)

زبان کی حفاظت: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”لَا يُصِيبُ الْعَبْدَ حَقِيقَةُ الْإِيمَانِ حَتَّى يَخْزُونَ مِنْ لِسَانِهِ“ ”بندہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک وہ اپنی زبان کو اپنے کنٹرول میں نہ رکھے۔ (مکارم الاخلاق للخرطی)

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، یا رسول اللہ! فلاں عورت بہت

نماز و روزہ کرتی ہے، صدقہ و خیرات کرتی ہے، مگر یہ کہ اس کی زبان سے اس کے پڑوس کے لوگ پریشان رہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہیٰ فی الثَّار“ وہ جہنم میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک اور عورت کا ذکر ہوا کہ وہ نماز و روزہ تو زیادہ نہیں کرتی ہے، صدقہ و خیرات بھی کم کرتی ہے مگر یہ کہ اس کی زبان سے اس کے پڑوس کے لوگ پریشان نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا ”ہیٰ فی الجَنَّة“ وہ جنت میں ہے۔ (شعب الایمان)

بدگمانی سے بچو: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا“ سنو! کسی سے بدگمانی نہ کرو کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، کسی کا عیب تلاش مت کرو، چمکے سے کسی کی بات نہ سنو، دنیا داری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو، حسد نہ کرو، ایک دوسرے پر غضب ناک نہ ہوؤ، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو بلکہ تم سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔“ (مسلم)

کسی کی عیب جوئی نہ کرے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ تَبَعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، يَفْضَحْهُ فِي جَوْفِ بَيْتِهِ“ جو آدمی اپنے بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے، اللہ اس کی عیب جوئی فرماتا ہے اور اللہ کی عیب جوئی کیا ہے؟ وہ ایسے شخص کو اس کے گھر کے اندر رو افرما دیتا ہے۔ (ترتیب الامالی للبخاری)

کسی کا عیب نہ کھولے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ جو بندہ اس دنیا میں کسی بندے کا عیب چھپاتا ہے گل بروز قیامت اللہ رب العزت اس کے عیب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متدرک حاکم)

کسی کی غیبت نہ کرے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کی جانب سے ارشاد فرمایا:

”لَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ“ کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا، نہیں تم اُسے کبھی پسند نہ کرو گے۔ (سورۃ الحجرات)

غیبت کیا ہے؟

پیٹھ پیچھے کسی کی ایسی کئی کو بیان کرنا جو اس کے اندر موجود ہو اور وہ سن لے تو برا جانے، مثلاً کسی اندھے کو اندھا کہنا، کسی لنگڑے کو لنگڑا کہنا وغیرہ۔۔۔۔

چغلی نہ کھائے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ شَرَّارَكُمْ الْمَشَاءُونَ بِالنَّمِيمَةِ، الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الْأَجَنَّةِ الْبَاغُونَ الْعُيُوبَ“ بدترین لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں کے درمیان جھگڑا لگاتے ہیں اور دوسروں کے عیب تلاش کرتے ہیں۔ (ادب الدنیا والدین الحسن البصری)

دو غلی پالیسی اختیار نہ کرے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”تَجِدُ مَنْ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَوْلًا بِوَجْهِهِ، وَهُولًا بِوَجْهِهِ“ قیامت کے روز بدترین آدمی وہ ہوگا جو دو منہ رکھتا ہے اس کے منہ پر اُس کی بات اور اُس کے منہ پر اس کی بات کہتا ہے۔ (بخاری)

کوئی کسی سے حسد نہ کرے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ، كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ“ حسد اور جلن نیکیوں کو کھا جاتے ہیں جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔ (ترمذی)

کسی کو دھوکا نہ دے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِيَوَاءٍ“ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو دھوکا دینے والوں کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے یعنی کل سر حشر دھوکا دینے والے رسوا ہوں گے۔

عبداللہ بن ابی حسماء کہتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے خرید و فروخت کا معاملہ کیا، میرے ذمہ کچھ رہ گیا تھا، میں نے وعدہ کیا کہ آپ یہاں ٹھہریں
میں ابھی آتا ہوں، میں گھر پہنچا اور بھول گیا، تین دن کے بعد مجھے خیال آیا، میں دوڑتا ہوا
آپ کے پاس پہنچا دیکھا کہ آپ اسی جگہ کھڑے ہیں، مجھے دیکھ کر آپ نے صرف
اتنا فرمایا: ”لَقَدْ شَفَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هَاهُنَا مِنْ مُنْذُ ثَلَاثِ اَنْتَظَرُكَ“ تو نے مجھے مشقت
میں ڈال دیا، میں تین دن سے یہاں تیرے انتظار میں ہوں۔ (بل الہدی والرشاد)

خیانت نہ کرے: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
”اِنَّ الْأَمَانَةَ اِلَى مَنْ اُتِيَتْ بِهَا، وَلَا تَخُونُ مَنْ خَانَكَ“ امانت ادا کر جو تیرے پاس
امانت رکھے اور اس کے ساتھ خیانت نہ کر جو تیرے ساتھ خیانت کرے۔ (ترمذی)

غصہ پی جائے: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
”لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ“
بہادر وہ نہیں جو کسی کو پیچھا ڈرے، بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔

تکبر و غرور نہ کرے: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ“ جس کے دل میں ذرہ
برابر غرور ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

تکبر کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
”الْكِبَرُ بَطْرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ“ تکبر یہ ہے کہ آدمی کسی حق کو نہ مانے اور اپنے
مقابلے میں دوسروں کو حقیر جانے (مسلم)

عاجزی اختیار کرے اور خود کو کسی سے بڑا نہ جانے: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
”مَنْ تَطَاوَلَ تَعَظُّبًا، خَفَضَهُ اللَّهُ، وَمَنْ تَوَاضَعَ تَخَشُّعًا، رَفَعَهُ اللَّهُ“ جو اپنے آپ کو
دوسروں سے بہتر سمجھے گا اللہ رب العزت اسے گرا دے گا اور جو شخص اللہ کے خوف سے عاجزی
اختیار کرے گا۔ اللہ اسے بلند فرمائے گا۔ (شرح السنۃ للبلغوی)

ہر انسان بلکہ اللہ کی ہر مخلوق کا احترام کرے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

”الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللَّهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ“ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوقات کو سب سے زیادہ فائدہ بخشے۔ (المعجم الكبير للطبرانی)

حسنِ اخلاق سے پیش آئے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

”مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ“ قیامت کے دن میزانِ عمل میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی عمل نہ ہوگا۔ (الادب المفرد)

برائی کا بدلہ بھلائی سے دے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

”لَا تَكُونُوا إِمْعَةً تَقُولُونَ: إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنًا، وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا، وَلَكِنْ وَظِنُوا أَنْفُسَكُمْ، إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا، وَإِنْ أَسَاءُوا، فَلَا تَظْلِمُوا“ امعہ نہ بنو یعنی یہ نہ کہو کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم ظلم کریں گے، ہاں البتہ اپنے آپ کو اس بات کا عادی بناؤ کہ جو تمہارے ساتھ اچھا کرے، اس کے ساتھ اچھا کرو اور جو تمہارے ساتھ برا کرے، اس کے ساتھ تم برا نہ کرو۔ (شرح السنۃ للبخاری)

دوسروں کی حاجت پوری کرے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

”وَاللَّهُ فِي حَاجَةِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ“ اللہ بندے کی ضرورت میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی ضرورت میں ہوتا ہے۔ (السنن الكبرى للسنائی)

مصیبت میں دوسروں کے کام آئے: آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

”مَنْ فَرَّجَ عَنْ أَخِيهِ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ جو آدمی اپنے بھائی کی ایک مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی مصیبت سے نجات دے گا۔ (السنن الكبرى للسنائی)

کسی کو تکلیف نہ پہنچائے: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”لَا تُؤْذُوا عِبَادَ اللَّهِ، وَلَا تُعَذِّبُوهُمْ، وَلَا تَطْلُبُوا عَوْرَاتِهِمْ“ اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، انہیں عار نہ دلاؤ اور نہ ان کی عیب جوئی کرو۔ (مسند احمد)

رحمت و شفقت کا برتاؤ کرے: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ“ اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری)

عفو و درگزر سے کام لے:

آغاز زندگی سے لے کر وصال تک آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ رہی کہ آپ نے سخت سے سخت غیر دشمنوں کو بھی معاف فرمادیا۔

”جنگ احد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیے گئے، رخ انور کو زخمی کیا گیا، خود کی کڑیاں نازک رخساروں کو کاٹتی ہوئی داندن مبارک میں پیوست ہو گئیں، خون اہل اہل کر بہنے لگا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ظالموں کے لیے ہلاکت کی دعا کر دیتے تو غضبِ خداوندی انہیں نیست و نابود کر دیتا۔ رحمتِ مجسم نے اپنے جاثنا صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: ”إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لِعَانًا“ میرے صحابہ! میں لعنت بھیجنے کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس ارشاد کے بعد اپنے مبارک ہاتھ اپنے رب کی بارگاہ میں پھیلا دیتے ہیں اور التجا کرتے ہیں: ”اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْحِي فَأَيُّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ“ اے اللہ! میری اس قوم کو ہدایت دے، بے شک وہ نادان ہے۔ (شعب الایمان)

طائف کی سرزمین پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر پتھر برسائے گئے، چہرہ زخمی کیا گیا، آپ کا جسم خون میں لہو لہان ہو گیا، نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو غزوہ احد میں جو تکلیف پہنچی، کیا اس سے بھی زیادہ کبھی تکلیف پہنچی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں عائشہ! طائف کی سرزمین پر“ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ کریمی و رحیمی اور شانِ عفو یہ تھا کہ جبریل علیہ السلام کے ساتھ

ایک ملکِ جبال حاضر ہوا اور اس نے کہا: ”إِنْ شِئْتَ أَنْ أَطِيقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبِينَ“ آپ اگر حکم کریں تو طائف والوں پر ارد گرد کے پہاڑ ڈھال دوں تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بَلْ أَرَجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا“ نہیں بلکہ مجھے اپنے رب پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ ان کی پشت سے ایسے بچوں کو پیدا فرمائے گا جو اللہ کے سوا کسی اور کو پوجنے والے نہ ہوں گے“

پھر فتح مکہ کا منظر ملاحظہ کیجیے، آج حضور کے سامنے وہ لوگ کھڑے ہیں جنہوں نے آپ کو اپنے وطن سے نکل جانے پر مجبور کیا تھا، وہ بھی ہیں جنہوں نے تین سال تک خاندان رسالت سماجی بائیکاٹ کیا تھا، وہ لوگ بھی کھڑے ہیں جنہوں نے خباب و عمار کی پیٹھ داغی تھی، وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے حضرت زینب کا حمل ضائع کیا تھا، وہ لوگ بھی ہیں جو حضرت بلال کو اس سرزمین پر رسیاں باندھ کر پتی ریت پر گھسیٹا کرتے تھے، آج حضور کے سامنے وہ بھی ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ کا کلیجہ چھایا تھا۔ حضور ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پوچھتے ہیں ”مَا تَرَوْنَ أَتَى صَانِعٌ بِكُمْ“ ”لوگو! بتاؤ تو سہی آج میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ سب یک زبان ہو کر کہتے ہیں: ”أَخْ كَرِيمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ“ ”آپ تو کریم لہن کریم ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک لفظ میں سارے دامن کو معاف کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: ”ادْهَبُوا فَإِنَّكُمْ الطُّلَقَاءُ“ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔

عام مساوات و برابری کا معاملہ کرے:

پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیم یہ تھی کہ حسب و نسب، عہدہ و منصب، اثر و روضہ اور مال و دولت کی بنا پر کوئی بڑا نہیں ہوتا ہے ہاں اگر کوئی بڑا ہوتا ہے تو صرف تقویٰ اور نیکی کی بنا پر بڑا ہوتا ہے: ”إِلَّا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَبِيٍّ، وَلَا لِعَجَبِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرٍ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرٍ، إِلَّا بِالتَّقْوَى“ ”لوگو! سنو کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی گورے کو کالے کو گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے سوائے تقویٰ کے“ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”النَّاسُ سَوَاءٌ سِوَا سِيئَةٍ كَأَسْنَانِ الْمُشْطِ“ سارے انسان کنگھی کے دانوں کی طرح برابر ہیں۔

ایک رئیس گھرانے کی عورت کسی کا ہار چرایا تھا، اسلامی قانون یہ ہے کہ چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے، لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری فرماتے ہیں، لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ چوں کہ اس عورت کا تعلق امیر و کبیر گھرانے سے ہے کسی طرح اسے بچالیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوتے ہیں اور برسرِ منبر جلوہ افروز ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں:

”أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَابْتَغُوا أَنَّا فَاطِمَةٌ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا“

سنو! تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہو گئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر کسی معزز گھرانے کا فرد چوری کا جرم کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا اور اگر کمزور طبقہ کا آدمی یہ جرم کرتا تو اسے سخت سزا دی جاتی۔ قسم ہے اس ربِّ ذوالجلال کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تمہارے رسول محمد کی بیٹی فاطمہ بھی کسی کا ہار چراتی تو میں اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

انسانی حقوق

پیغمبر انسانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں انسانی حقوق کے بارے میں جو تفصیلات ملتی ہیں، وہ تفصیلات کسی بھی قانون و مذہب میں موجود نہیں ہیں، پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنوں کے حقوق بھی بتائے، بیگانوں کے حقوق بھی بتائے، مردوں کے حقوق بھی بیان فرمائے اور عورتوں کے حقوق بھی واضح کیے، الغرض یہ کہ انسانی طبقات کا کوئی ایسا فرد نہیں ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراموش کیا ہو اور اس کے حقوق آپ نے بیان نہ فرمائے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انسان ہی نہیں بلکہ بے زباں جانوروں، بے جان چیزوں اور نہ نظر آنے والی مخلوق کے حقوق سے بھی اہل دنیا کو روشناس کرایا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”الخلق عیال اللہ“ کا عظیم تصور دے کر گویا اس جانب اشارہ کیا کہ انسان اللہ کی پیدا کردہ کسی بھی چیز کو حقیر نہ جانے بلکہ وہ کائنات میں بکھری ہوئی ہر چیز کے ساتھ ایسا برتاؤ اور حفاظت کا ایسا انداز اپنائے جیسے وہ اپنے کسی فرد یا کسی سامان کی حفاظت کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا کہ ”مفلس دراصل وہ نہیں جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں، بلکہ مفلس اصل میں وہ ہے جو دوسروں کا حق غصب کرتا ہے“ حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: ”کل قیامت کے دن ہر حق دار کو اس کا حق دلا یا جائے گا یہاں تک کہ ایک بے سینگ والی بکری ایک سینگ والی بکری کے پاس لائی جائے گی۔“

ذیل میں بڑے اختصار کے ساتھ ”بعض انسانی طبقات“ کے حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرامین نقل کیے جا رہے ہیں جن سے قارئین کرام کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ یقیناً دنیا میں آج بھی وہ ماحول برپا کیا جاسکتا ہے کہ ”ایک عورت تنہا صنعاء سے حضرموت تک کا سفر کرے گی مگر اس کے دل میں سوائے اللہ کے کسی اور کا خوف نہ ہوگا۔“

رشتہ داروں کے حقوق — صلہ رحمی

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں رشتوں کا بڑا پاس و لحاظ اور صلہ رحمی کی بڑی تاکید آئی ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ“ کل قیامت کے

دن ایسا کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا جس نے اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا ہوگا۔ (الادب المفرد) ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاتِلٌ قَاتِلٌ رَحِمٍ“ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی ہے جس میں رشتہ ختم کرنے والا کوئی شخص موجود ہو۔ (الادب المفرد) صلہ رحمی کا کیا معیار ہونا چاہیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک بیان میں اس کی بھی وضاحت کی اور فرمایا: ”كَيْسَ الْوَاصِلِ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ مَنْ إِذَا انْقَطَعَتْ رَحْمَةُ وَصَلَهَا“ صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ جو رشتہ ختم کرے، اس سے رشتہ ختم کر دیا جائے بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اپنا رشتہ اس سے قائم رکھے جو رشتے توڑتا ہے۔ (بخاری) صلہ رحمی کے تعلق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یہ تھی کہ رشتہ داروں کے دوستوں سے بھی حسن سلوک کیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی کوئی بکری ذبح کی جاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ”أَرْسِلُوا يَهَّأِ إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيجَةَ“ کچھ گوشت خدیجہ کی سہیلیوں کو بھی بھیج دینا۔ (الشفاء: قاضی عیاض)

حضرت عیلمہ سعدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”رضاعی ماں“ تھیں، وہ جب آپ کے پاس آتیں تو آپ خود ان کے لیے اپنی چادر بچھاتے اور ان کی بڑی تعظیم و تکریم فرماتے۔ حضرت ثوبیہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے آپ کی ولادت کی خبر سنانے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا، انھوں نے صرف چند روز آپ کو دودھ پلایا تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کے پاس تحفے بھیجا کرتے تھے اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو لوگوں سے دریافت کیا: ”کیا ان کے رشتہ دار میں کوئی باقی ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا نہیں، ”سوال کا مقصد یہ تھا کہ اگر ان کے رشتہ داروں میں کوئی باقی ہوتا تو حضور ان کی طرف ہدیہ اور تحفہ بھیجتے۔“ (ضیاء النبی)

پڑوسیوں کے حقوق کا تحفظ

پڑوسیوں کے تعلق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت تاکید فرمائی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پڑوسیوں کے بارے میں آپ س قدر تاکید فرماتے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ ”وارثین میں پڑوسی حضرات بھی شامل کر دیے جائیں گے“ پڑوسیوں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وَاللَّهِ

لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ قَالُوا: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْحَاجُّ لَا يَأْتِمُرُ بِحَاجَّتِهِ بَوَائِقُهُ“ قسم خدا کی وہ ایمان والا نہیں ہے، قسم خدا کی وہ ایمان والا نہیں ہے، قسم خدا کی وہ ایمان والا نہیں ہے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کون؟ وہ آدمی جس سے اس کا پڑوس تکلیف میں رہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

یہی کی حیثیت سے عورتوں کی عظمت بیان کی اور فرمایا: ”لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ“ کوئی شوہر اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی ایک عادت اچھی نہ لگے تو اس کی دوسرے عادت سے راضی ہو جائے۔ (مسلم) بیٹیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”مَنْ عَالَ جَارِيتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكَا وَهُوَ وَضَعٌ أَصَابِعُهُ“ جو دو بچیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ شادی کی عمر کو پہنچائے، کل بروز قیامت ایسا شخص اور میں ان ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ (مسلم) الغرض یہ کہ سماج میں عورتیں جن حیثیتوں سے جانی جاتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حیثیت کے لحاظ سے عورتوں کے حقوق واضح فرمائے یہاں تک کہ وہ عورت جسے شادی کے بعد طلاق دے دی گئی ہو، آپ نے اسے بھی فراموش نہ کیا اور فرمایا: ”أَعْظَمُ الصَّدَقَةِ إِهْنُكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَالِ سَبِّ غَيْرِكَ“ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ تیری بیٹی تیرے پاس لوٹادی گئی ہو (اسے طلاق دے دی گئی ہو یا اس کا شوہر مر گیا ہو) اور تیرے علاوہ اس کی کفالت کوئی دوسرا نہ کرے۔ (مسند احمد بن حنبل)

کمزور افراد کے حقوق

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں، جن کو سماج میں کسی شمار و قطار میں نہیں رکھا جاتا ہے، لوگ عام طور پر انہیں نظر انداز کر جاتے ہیں، جو محتاجی و مفلسی کی زندگی گزارتے ہیں، جن کے دامن پر غلامی و مزدوری کا سکہ بندھا ہوتا ہے، یتیمی و بیوگی کا داغ جن کو انسانی سماج میں حقیر و پست بنا دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کے ایسے کمزور افراد کا ہر قدم پر بڑا خیال رکھا اور انہیں وہ حقوق و مراعات عطا فرمائے کہ کل تک جو غلامی کی زندگی بسر کر رہا تھا آج وہ امیروں کا والی و گورنر بن گیا ہے۔ ایسے افراد کے بارے میں ذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ملاحظہ کریں۔ آپ نے غلاموں کے بارے میں فرمایا: ”اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنْ اسْتُعِذَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ“ سنو اور پیروی کرو، اگرچہ تمہارا حکمران ایسا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کا سر شمش کی مانند ہو (بخاری) بنو اور مسکین کے بارے میں فرمایا: ”السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْيَسْكِينِ،

كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لَا يَفْطُرُ“، نبیو اور مسکین کی مدد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو پوری پوری عبادت کرتا ہے اور مسلسل روزے رکھتا ہے۔ (مسلم) کمزوروں کے بارے میں فرمایا: ”ابْغُوْنِي الضُّعْفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُونَ بِضَعْفَائِكُمْ“ مجھے ضعیف اور مجبور ولاچار لوگوں کے درمیان تلاش کرو اور سنو! تمہیں جو بھی رزق دیا جاتا ہے اور کچھ بھی مدد کی جاتی ہے، انہی کمزور لوگوں کی بدولت کی جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد) مظلوموں کے بارے میں فرمایا: ”اتَّبِعْ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ“ مظلوم کی آہ سے بچو، کیوں کہ اس کے درمیان اور اس کے رب کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے۔ (سنن ترمذی) مزدوروں کے بارے میں فرمایا: ”أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَحِجَفَ عَرْقُهُ“ پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی مزدوری ادا کر دو۔ (سنن ابن ماجہ)

غیر مسلموں کے حقوق — اسلامی رواداری

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی جانب سے جو تعلیمات لے کر آئے اس کی بنیاد تکریم انسانیت اور احترام آدمیت پر ہے۔ ایک شخص کا قتل خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، گویا پوری انسانیت کا قتل ہے اور ایک شخص کی حفاظت گویا تمام انسانوں کی حفاظت ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم پڑوس میں رہ رہا ہے تو اس کے حقوق وہی ہوں گے جو ایک عام پڑوسی کو حاصل ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر ایک بکری ذبح کی گئی، پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا، انھوں نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ تم نے میرے یہودی ہمسایہ کو بھیجا؟ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے پڑوسی کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید کی گئی کہ میں نے سمجھا کہ پڑوسی کو ترکہ کا حقدار بنادیا جائے گا۔ (اسلام میں مذہبی رواداری: سید صباح الدین) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کے بارے میں پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہدایات ہیں، ان میں مسلم و غیر مسلم سب شریک تھے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی والدہ جو اب تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئی

تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے پاس آئی حضرت اسماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نَعَمْ صَلِّیْہَا“ ہاں ان کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔ (مشکاۃ المصابیح) اس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کے تعلق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیمات ہیں، ان میں مسلم و غیر مسلم سب برابر کے شریک ہیں۔ پھر غیر مسلمین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ملاحظہ ہو، آپ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَحْدَ یَرِخَ رَاحِئَ الْجَنَّةِ، وَإِنْ رِیَئِہَا تُوجَدُ مِنْ مَسْبِرَةٍ أَوْ بَعِیْنٍ عَامًّا“ جو آدمی اسلامی ریاست میں رہنے والے کسی بھی غیر مسلم کا قتل کرے گا، کل قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا، حالانکہ جنت کی بو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے۔ (بخاری)

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کے بعد آپ کے ماننے والوں میں حلم و بردباری اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری و فراخ دلی کے جو نمونے ملتے ہیں، زمانہ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ميثاق مدینہ، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ انسانی تاریخ کے نادر واقعات ہیں۔ غیر مسلمین کے تعلق سے مختلف مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہدایات رہیں، ان کے بعض مندرجات ملاحظہ کریں:

عیسائیوں کے بارے میں فرمایا:

- ★ ان پر کوئی ناجائز ٹیکس نہ لگائے جائیں گے۔
- ★ ان کا کوئی پادری اپنے علاقے سے نہ نکالا جائے گا۔
- ★ کسی عیسائی کو اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔
- ★ کسی راہب کو اس کے راہب خانے سے خارج نہ کیا جائے گا۔
- ★ کسی زائر کو سفر زیارت سے نہ روکا جائے گا۔
- ★ گرجے مسمار نہ کیے جائیں گے۔

★ اگر عیسائیوں کو اپنی گرجاؤں یا عبادت گاہوں کی مرمت کے لیے یا اپنے مذہب کے کسی اور امر کے بارے میں امداد کی ضرورت ہوگی تو مسلمان انہیں امداد دیں گے۔

★ اگر مسلمان کسی بیرونی عیسائی سے برسرِ جنگ ہوں گے تو مسلمانوں کے حدود کے اندر رہنے والے کسی عیسائی سے اس کے مذہب کی بنا پر حقارت کا برتاؤ نہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی سے ایسا برتاؤ کرے گا تو وہ رسول کی نافرمانی کا مرتکب ٹھہرے گا۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے عام معافی کا اعلان فرمایا
اور مندرجہ ذیل احکامات جاری کیے۔

- ★ جو کوئی ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
- ★ جو کوئی خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔
- ★ جو کوئی اپنے گھر میں بیٹھ رہے، اسے قتل نہ کیا جائے۔
- ★ جو کوئی ابوسفیان کے گھر جا رہے، اسے قتل نہ کیا جائے۔
- ★ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔
- ★ کسی زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

میشاقِ مدینہ میں مدینہ میں رہنے والے تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لیے
مندرجہ ذیل اصول وضع فرمائے:

- ★ اللہ کی حفاظت و ضمانت ہر فریق کو حاصل ہے۔
- ★ امت کے غیر مسلم ممبروں کو بھی مسلمانوں کی طرح سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہیں، امت کے ہر گروہ کو مکمل مذہبی آزادی اور اندرونی خود مختاری حاصل ہے۔
- ★ امت کے دشمنوں سے مسلم اور غیر مسلم دونوں مل کر جنگ کریں گے۔ اور مشترکہ طور پر اخراجاتِ جنگ برداشت کریں گے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں ایک دوسرے کے بھی خواہ ہیں۔ (ماخوذ: رسول اکرم کی رواداری، حافظ ثانی)

غیر مسلمین کے اعترافات

جن لوگوں نے بھی انصاف کی عینک لگا کر اور تعصب و تنگ نظری سے خالی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو پڑھا اور آپ کی تعلیمات و ہدایات اور آپ کے لائے ہوئے پیغام ”مذہب اسلام“ کا مطالعہ کیا، وہ اس بات کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے کہ پیغمبر انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی تاریخ کے سب سے عظیم شخص تھے اور دنیا میں امن و شانتی کا ماحول آپ ہی کی تعلیمات کے ذریعہ ممکن ہے۔ ذیل میں پیغمبر اسلام اور مذہب اسلام کے حوالے سے کچھ غیر مسلمین کے تاثرات ملاحظہ کریں:

ڈاکٹر میخائیل، ایچ ہارٹ:

”پوری انسانی تاریخ میں محمد وہ واحد شخصیت ہیں جو دینی اور دنیاوی اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران اور سرفراز ٹھہرے۔“ (THE-100 بحوالہ: رسول اکرم کی رواداری)

ڈاکٹر گستاو لی بان:

”اگر اشخاص کی زندگی، بزرگی اور وقعت کا اندازہ ان کے کارناموں سے لگایا جاسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ محمد انسانی تاریخ میں سب سے عظیم شخصیت گذرے ہیں۔“ (اسلام اور مستشرقین بحوالہ: رسول اکرم کی رواداری)

جان ولیم ڈریپر:

”۵۶۹ء میں جسطی نین کی موت کے چار سال بعد سرزمین عرب کے شہر مکہ میں وہ ہستی پیدا ہوئی، جس نے نسل انسانی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا“ (دعوت اسلام: بحوالہ: رسول اکرم کی رواداری)

کونستین ورجیل جارجیو:

”آزاد کردہ غلاموں، بلال حبشی اور اسامہ کا سیدنا کہلانا اور ابوبکر و عمر کا مٹی گارا خود ڈھونا اسلامی مساوات کے ثمرات ہو سکتے ہیں، اس کے مقابلے میں انقلاب فرانس کے مساوات انسانی کے دعوے کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔“ (پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں)

جارج برناڈشا:

”میں رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہمیشہ ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، یہ الزام قطعی ہے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے، میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح مبارک کا گہرا مطالعہ کیا ہے، میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔“ (سیرت

النبی: طالب حسین کراپالوی)

سوامی لکشمین پرشاد:

”دنیا کی ان جلیل القدر ہستیوں میں جن کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کیے جاسکتے ہیں، رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، خاتم النبیین، باعث فرج موجودات، سرور کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔“ (عرب کا چاند: بحوالہ رسول اکرم کی رواداری)

آرنلڈ ٹوائسن بی:

”جدید تہذیب نے مادی اعتبار سے انسان کو بہت کچھ دیا ہے مگر اس کے ساتھ اس نے بہت سے مسائل بھی پیدا کیے ہیں، جن کا حل بظاہر اس کے پاس نہیں۔ ان مسائل میں سے دو چیزیں نسلی امتیاز اور شراب ہیں۔ ان دونوں برائیوں کو ختم کرنے میں مغربی تہذیب ناکام ہو چکی ہے اور اسلام کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس نے دونوں برائیوں کو ختم کرنے میں پوری کامیابی حاصل کی۔۔۔۔۔ اگر یہاں اسلام کو اختیار کر لیا جائے تو وہ اخلاق اور سماجی اعتبار سے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ مسلمانوں میں نسلی امتیاز کا ختم ہو جانا اسلام کا عظیم اخلاقی کارنامہ ہے اور آج کی دنیا میں اسلام کے ان اصولوں کی تبلیغ شدید ضرورت بن گئی ہے۔“ [عظمت اسلام: ۱۸۰]

ہندو شاعر شیش چندر سکسینا کا خراجِ محبت:

یہ ذات مقدس تو ہے ہر انسان کی محبوب	مسلم ہی نہیں وابستہ دامانِ محمد
-------------------------------------	---------------------------------

مہاراجہ سری کشن پرشاد کا خراجِ محبت:

شاد ہر وقت کند کر تو ہم چوں قدسی	سیدی انت جیبی و طیب قلبی
----------------------------------	--------------------------

لالہ رام سروپ شیدا محبت:

تیری الفاظ و معانی سے ہے بالاتر ثنا	شان میں تیری کہا شمس الضحیٰ بدر الدجی
-------------------------------------	---------------------------------------

(ماخوذ از رسول اکرم کی رواداری)

